مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

زمانہ کی نبض شناسی

علماء کی ذمہ داری

المعہد الاسلامی مانک مئو میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کا

ایک اہم و فکر انگیز خطاب

ناشر

صُفّہ اکیڈمی مانک مئو سہارنپور

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

الحمد لله رب العالمین، والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین، محمد و اله وصحبه اجمعین، ومن تبعهم باحسان إلی یوم الدین۔

ستمبر ۱۹۹۴ء میں مربینا الجلیل، ومخدومنا المکرم مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندویؒ ادارہ کے خدام کی دعوت پر یہاں تشریف لائے، یہ ہمارے لئے ہی نہیں بلکہ پورے اس خطہ کے لئے بڑی سعادت ومسرت کی بات تھی، علماء وصلحاء، ملت کا درد رکھنے والے اور علاقہ کے عوام وخواص آپ کی زیارت کرنے اور خطاب سننے کے لئے اُمڈ پڑے۔ اس موقعہ پر حضرت مولانا نے بڑی بصیرت افروز اور فکر انگیز تقریر فرمائی، جس میں آنے والے فتنوں و خطروں سے امت کو آگاہ کیا اور بڑے درد وکرب کے ساتھ انہیں حالات کے تقاضوں اور نازک مرحلوں سے باخبر کیا۔

عالمی رابطہ ادب اسلامی کے اس مبارک ونتیجہ خیز پروگرام کے موقعہ پر یہ تقریر افادۂ عام کے لئے شائع کی جارہی ہیں، اللہ تعالی اس کے ذریعہ قوم میں زمانہ کی نبض شناسی کا جوہر اور فکری یلغار سے نبرد آزمائی کا جذبہ وحوصلہ پیدا فرمائے، آمین۔

(ادارہ)

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد وثنا کے بعد فرمایا:

دوستو! در اصل یہ علاقہ جہاں پر معہد قائم ہوا ہے تقدیر الٰہی میں یہ ہندوستان میں دین کی تجدید اور تقویت احیاء اسلام، نشر و اشاعت علوم، اصلاح عقائد اور اصلاح اعمال کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس کو منتخب فرمایا اور اسے یہ خصوصیت عطا فرمائی، امام المتأخرین حضرت شاہ ولی اللہ صاحب جن کے وطنی اور خاندانی تعلقات بھی اس علاقہ سے تھے، ہم ابھی پھلت (مظفر نگر) سے آرہے ہیں جہاں ان کا ننہال تھا، اور ان کے خاندان بلکہ ان کے گھر کی ایک شاخ وہاں موجود تھی، وہ حضرت شاہ ولی اللہ کا مسکن ہے، پھر اس کے بعد یہ پورا علاقہ خاص طور پر گنگوہ نانوتہ سہارنپور رائے پور اور اس کے قرب وجوار کے جو تاریخی مقامات ہیں ان سب کو اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لئے منتخب فرمایا ہے کہ یہاں سے دین صحیح، عقائد صحیحہ اور شریعت مطہرہ کی اشاعت ہے، امیر المؤمنین حضرت سید احمد شہید کو بھی سب سے زیادہ اعوان وانصار رفیق طریق، رفیق کار اسی علاقہ سے ملے ہیں، ان کے معتبر ترین، محبوب ترین اور مخلص ترین اسی علاقہ سے تھے، حضرت مولانا عبدالحی صاحب بڑھانوی شاہ اسماعیل شہیدؒ اور اس کے علاوہ بہت سے مخلص رفیق

www.abulhasanalinadwi.org

حضرت سید صاحب کو اسی علاقہ سے دستیاب ہوئے ہیں، اور انہوں نے آخر تک ساتھ دیا، انہوں نے جان جان آفریں کے سپرد کردی، کبھی ساتھ نہیں چھوڑا خود حضرت سید صاحب نے ان کی وفاداری، خلوص، دین و شریعت سے محبت اور ان کے کام کو تسلیم کیا ہے، ان کا احترام کیا ہے، ان سب کا معنوی، اعتقادی فکری نسب، اسی تحریک اور اسی تحریک کے داعیوں سے ملتا ہے، اس لئے اس سرزمین پر ایسے معہد کا قائم ہوجانا یہ محل تعجب بھی نہیں اور اس سے امید پیدا ہوتی ہے کہ یہاں صرف پڑھنا پڑھانا کتابوں کا سمجھنا عربی زبان سے واقف ہوجانا، مسائل شرعیہ سے واقف ہوجانا، وعظ کہہ لینا، امامت کرلینا، خطابت کے فرائض انجام دینا، یا افتاء وغیرہ کے فرائض انجام دینا، اسی پر اکتفانہیں ہوگا، اور ابھی جو میں نے تقریر سنی اور میرے عزیز دوست معہد کے ذمہ دار مولانا محمد ناظم صاحب نے جو تحریر ابھی پڑھ کر سنائی یہ میرے لئے بڑے فخر وسرور کی بات ہے، کہ میری ناچیز تحریروں کے اقتباسات بھی تھے، ان سے بھی اندازہ ہوا کہ ذہن درسیات کے حدود سے، نصاب کے تعینات سے کتابوں کے انتخاب سے اور مخصوص کتابوں پر انحصار کرنے سے آزاد اور وسیع ہے، اور اسی کی اس وقت سب سے زیادہ ضرورت بھی ہے۔

ایک نیا فتنہ

ہمارے عزیز دوست نے زمانہ کی نزاکت کا اور خطرناکی کا جو اظہار کیا

www.abulhasanalinadwi.org

وہ بالکل حقیقت پر مبنی تھا، اور یہ ایک نئی قسم کا فتنہ سامنے آیا ہے، کہ یہ مقابلہ صرف فوجی مقابلہ یعنی اجسام کا اجسام سے ٹکراؤ اور ایک بڑی طاقت کا چھوٹی طاقت سے تصادم یا چھوٹی طاقت کا بڑی طاقت سے تصادم اسلحہ کا مظاہرہ اور اسلحہ کی طاقت آزمائی نہیں، بلکہ اس وقت جو سب سے بڑا خطرہ ہے، جو سب سے بڑا حملہ ہے، حقیقت میں وہ فکری اور زندگی کا ایک حیاتی تخیل اور زندگی کا ایک نیا نمونہ پیش کرتے ہیں کہ مدد کے لئے کوئی گنجائش باقی نہ ہو، اور مادہ پرستی اور خالص بے اصولی، خالص نفس پرستی اور خالص مادیت غالب آجائے۔ فنڈامینٹلیزم کے خلاف جو اس وقت مہم چل رہی ہے، لیکن یہ ادارے اور منصوبے یہ سب محض کاغذی، فکری اور خیالی ہیں، اور یہ ایسے منصوبے ہیں جن میں باقی رہنے کی بالکل صلاحیت نہیں ہے، کچھ عرصہ کے بعد خود وہ لوگ اس سے خائف ہوجائیں گے، بیزار ہوجائیں گے، اس کی علامتیں ظاہر ہونی شروع ہوگئی ہیں، امریکہ میں اس کا احساس پیدا ہونے لگا ہے کہ سارے مذاہب والے ''فنڈامینٹلسٹ'' اور ہر مسلمان اصول پسند ہوتا ہے، تو گویا یہ جنگ ایک تخیلاتی جنگ ہے، اس میں کامیابی نہیں ہوسکتی، ابھی ناچیز کا روس کی سرزمین میں تاشقند، سمرقند اور بخارا جانا ہوا وہاں دیکھا کہ اشتراکیت جس کے ڈنکے بج رہے تھے اور جس کا خطرہ تمام ملکوں میں محسوس کیا جارہا تھا اور سمجھا یا جارہا تھا کہ یہ تقدیر ازلی ہے، اور انسانیت کا

مستقبل ہے، آئندہ یہی ہوگا ساری دنیا میں استعماریت دہریت اور جس کو کمیونزم کہتے ہیں وہ پھیل کر رہے گا وہاں اس کا خاتمہ ہوگیا، تقریبا وہ ملک اس سے آزاد ہی نہیں بلکہ وہ بیزار ہوگئے، اور وہ اپنے دلی جذبات نکال رہے ہیں ان سورماؤں کے خلاف، ان کے اشتراکیت کے داعیوں کے خلاف جنہوں نے سب کو بالکل ایک نئے سانچے میں ڈھال لیا تھا، پوری سرزمین پر اب ان کے خلاف ایک ردعمل پیدا ہورہا ہے، وہ چیز جو اللہ کے منشا کے خلاف ہو، حقیقت انسانی کے بھی خلاف ہو اور جو انسانی مستقبل کے لئے خطرہ ہو وہ اللہ تعالی کو پسند نہیں، اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو اس دنیا میں بھیجا اور ان کی نسل پیدا کی، اور نسل کو دنیا آباد کرنے کے لئے بھیجا ہے تاکہ وہ اللہ کی تابع داری میں زندگی گذارے، علامہ اقبال نے فرمایا:

قصور وار غریب الدیار ہوں لیکن
ترا خرابہ فرشتے نہ کرسکے آباد

اور اس کو گلزار بنایا، پیداوار سے نہیں اور صنعت وحرفت سے نہیں، بلکہ عقائد صحیحہ سے، روحانیت سے، اللہ تبارک وتعالی کے تعلق سے، توحید کی روشنی سے، مکارم اخلاق سے اسے منور کیا، وہ اس کے خلاف کوئی سازش کامیاب نہیں ہونے دیگا، یہ ایسی سازش ہے دوستو اس کا رشتہ بالکل آلہ کے طور پر ہے، کہ وہ اپنے مقصد آخر کو بھلادے، اور اس کو

www.abulhasanalinadwi.org

بالکل جانور بنا دے، اور بہائم کی طرح زندگی گذارنے لگے، ایسی کوئی سازش کبھی پہلے کامیاب ہوئی ہے اور نہ آئندہ کامیاب ہوگی۔

فتنہ کا مقابلہ

لیکن اس کے لئے ضرورت ہے کہ وہ لوگ تیار ہوں جو اس کے پس منظر سے اور اس کے پیچھے جو سازشیں ہیں جو محرکات ہیں، جو اس کا ماضی رہا ہے، اور جس ماضی نے اس پر آمادہ کیا اور پھر آئندہ کے منصوبے ہیں ان لوگوں کے، تحریک کے علمبرداروں کے ان سے واقف ہوں، اسی لئے اللہ تعالی قرآن پاک میں فرماتا ہے۔ تعلیم کی اہمیت بیان کرتا ہے، ترغیب دیتا ہے، دو چیزیں بیان کرتا ہے، یہ اعجاز قرآن ہے جو اس وقت اور بھی خاص طور سے سمجھ میں آسکتا ہے: **اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم، ماکان المؤمنون لینفرو کافۃ فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین۔**

لیتفقھوا فی الدین بھی بظاہر کہہ دینا کافی تھا، کہ کیوں نہ ایسا ہوا سب گھر چھوڑ کر باہر نہیں نکل سکتے، اور مدرسوں میں نام نہیں لکھا سکتے اور تعلیم کے لئے اپنی زندگی اور زندگی کا بڑا حصہ وقف نہیں کر سکتے تو ایسا کہہ دیا جاتا **فلولا نفر** ان میں سے ایک جماعت کھڑی ہوئی، **لیتفقھوا فی الدین** کہہ دینا کافی تھا بظاہر دین کی سمجھ حاصل کریں، لیکن آگے فرمایا **لینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم** اور اپنی قوم کو ڈرائیں جب ان کی طرف واپس

www.abulhasanalinadwi.org

جائیں، یعنی ان کو خطرات کا احساس بھی ہو، مجھے معاف کیا جائے ہماری بہت سی درسگاہوں میں، تعلیم گاہوں میں، مکاتب ہی میں نہیں بلکہ مدراس میں بھی تفقہ کی حدتک کوشش کی جاتی ہے اور کامیابی بھی ہورہی ہے۔ بحمداللہ ان کے اثرات، ثمرات اور برکات بھی دیکھتے ہیں، لیکن لینذروا قومھم اذا رجعوا إلیھم خطرات سے آگاہی، سازشوں سے واقفیت، ادیانِ عام کے خلاف، شریعت خداوندی کے خلاف بلکہ منشاء خداوندی کے خلاف، اور انسانیت کے شرف اور اپنی افادیت کے ثابت کرنے کے خلاف اس وقت جو سازشیں امریکہ میں تیار کی جارہی ہیں اور وہ بہت ہی منظر عام پر آچکی ہیں، ان سے جیسی واقفیت ہونی چاہئے تھی ان کا جتنا صحیح توازن، ان کا صحیح رقبہ، اوران کا صحیح خطرہ محسوس کرنا چاہئے، اسمیں کمی ہے اسلئے کہ ہماری نظر پچھلی تاریخ پر تو ہے وہ بھی اگرچہ صحیح طور پر اور اطمینان بخش طریقہ پرنہیں ہے اس وقت تو گہرائی کی ضرورت ہے، ہم تاریخ ودعوت و عزیمت سے واقف ہوں، مصلحین کے اصلاحی کارناموں سے واقف ہوں مجددین کے تذکروں اور ان کے نتائج سے واقف ہوں، ان کے طریقہ کار سے واقف ہوں۔

ہم حضرت امام حسن بصریؒ امام ابوالحسن اشعری، امام غزالی سے لیکر امام بخاری اور حضرت مجدد الف ثانی، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، ان کے خاندان، تلامذہ سید احمد شہیدؒ پھر اس کے بعد حضرت مولانا محمد قاسم صاحب

www.abulhasanalinadwi.org

نانوتوی، حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ اور اس طریقہ کے جو مؤسس مدراس ہیں اور جنہوں نے زمانہ کی نبض پہچانی، نبض پر ہاتھ رکھا، دل کی دھڑکن بھی سنی، ملت اسلامیہ کے اس خطرہ کو بھی دیکھا، جو اٹھنے لگا تھا، جس کا خمیر تیار نہیں ہو رہا تھا بلکہ سر پر آ گیا تھا، تو اس سے واقف ہوں۔

تاریخ فتوحات کی نہ پڑھی جائے، بلکہ تجدیدی کارناموں کی پڑھی جائے اس کے لئے خدا کے فضل وکرم سے مواد تیار ہو گیا ہے، عربی میں بھی اردو میں بھی اور انگریزی میں بھی، پھر اس وقت جو بادل منڈلا رہے ہیں، اور جو طوفان کھڑے ہو گئے ہیں، اور ان کے جو نشانے ہیں ان کو بھی سمجھیں، یہ کام ابھی ہمارے مدارس میں پورے طور سے نہیں ہو رہا ہے۔ ہمارے نزدیک بڑے مدارس سب قابل احترام ہیں اور وہاں کی مساعی قابل تشکر اور واجب اعتراف ہیں، میں ان میں سے کسی کی بھی ناقدری نہیں کرتا جبکہ اس فہرست میں ہم بھی ہیں، دار العلوم دیوبند ہے مظاہر علوم سہارنپور ہے، دار العلوم ندوہ ہے، اور مؤقر درسگاہیں ہیں، لیکن میں پھر بھی اسی خاندان کے ایک فرد کی حیثیت سے یہی کہوں گا کہ اس میں کچھ اور زیادہ نظر کو وسیع کرنے کی، ہمت کو بلند کرنے، اور ذہن کو تیار کرنے کی ضرورت ہے۔

معنوی نسل کشی

اس وقت ہمارے ملک میں کیا خطرے درپیش ہیں، یہاں ایک نسل کشی

معنوی طور پر، اسکی پوری تیاری ہے، معلوم نہیں مجھے اسکے بعد کہنے کا موقع ملے گا یا نہیں، دینی تعلیمی کونسل کے اسٹیج سے مسلم پرسنل لاء کے اسٹیج سے یہ بات بار بار کہی جا چکی ہے، اور انشاء اللہ کہی جائے گی۔ لیکن یہاں تھوڑا وقت ہے، صرف اتنا عرض کر دوں کہ اس وقت یہ ہندوستان میں معنوی تہذیبی نسل کشی ''یعنی کلچرل کے مسائل اس میں تہذیب اسلامی کے اعداء، بڑی اچھی ذہانت اور بڑی قابلیت کے ساتھ (اگرچہ وہ قابلیت محمود تو نہیں لیکن بہر حال ان کے لحاظ سے بڑی قابلیت کی بات ہے) نسل کشی کا پورا سامان کیا جا رہا ہے، اور یہ چیز پیش نظر ہے کہ ہندوستان کو اسپین بنا دیا جائے، یہ بات بہت دل تھام کر کہنی پڑ رہی ہے۔ اور یہ مسلمان نام کے بھی مسلمان نہ رہیں۔ نسلی طور پر مسلمان رہیں، یہ تاریخ سے معلوم ہو کہ یہ مسلمان نسل کی اولاد ہے، ان کے آباء واجداد میں سے ہندوستان میں بعض قومیں حاکم رہیں اور ان کے آباء واجداد حکومت کرتے تھے اس طریقہ سے کبھی ان کے آباء واجداد بھی مسلمان تھے، لیکن اب ذہنی طور پر، علمی و تعلیمی طور پر، فکری طور پر، یہاں تک کہ تحریری طور پر اس کا مکمل سامان فراہم کیا جا رہا ہے۔

نسلی وحدت کا اور پڑھنے لکھنے کی صلاحیت کا جہاں تک تعلق ہے کہ کیا چیز ہم پڑھ سکتے ہیں کیا چیز نہیں پڑھ سکتے اور پھر اس سے آگے بڑھ کر تہذیب و معاشرت کے پیمانے سے بھی مسلمانوں میں کوئی امتیاز باقی نہ رہے مسلمانوں کو اکثریت کے مقابلہ میں اکثریت سے کسی طرح کا امتیاز و التفات نہ رہ

www.abulhasanalinadwi.org

جائے، سب ایک نئے سانچے میں ڈھل کر نکلیں یہ بہت خطرناک منصوبہ ہے اور اس کے لئے بڑی تیاریاں کی جارہی ہیں، تیاریاں ہو چکی ہیں بہت جگہ اس کے نتائج ظاہر ہورہے ہیں، ایک تو یہ کہ خود ہندوستان میں اسلام کی بقا اپنی خصوصیت کے ساتھ بلکہ وہ مسلمان اس سطح پر ہوں کہ وہ دعوت دے سکیں اور دعوت دینا تو آگے کی بات ہے وہ کشش کا باعث بن سکیں، اس کو دیکھ کر اسلام کی قدر ہو۔ اور اسلام کی ضرورت کا احساس پیدا ہو اور ان کے اندر ایک امتیازی و بلندی محسوس ہو، جب کہ مسلمان فاتحین جن ملکوں میں گئے، انہوں نے اس ملک کو ایک نئے سانچہ میں ڈھال دیا، وہاں تہذیب بدل گئی، معاشرت بدل گئی، دین بدل گیا۔

مدارس کا کام

یہ حصہ ہمیشہ سے عربی تھوڑا ہی بولتا تھا، یہ توحید کا قائل تھوڑا ہی تھا، آپ اگر فراعنہ کی تاریخ پڑھیں، انگریزی میں اس کا بڑا مواد ہے تو وہ بالکل اس زمانہ میں ہندوستان سے اس کا بڑا ہی پیوند تھا، اور وہاں وہ چیزیں نکلی ہیں جو یہ بتاتی ہیں ہندوستان و مصر گویا ملا ہوا تھا، برہمنی تہذیب بڑی پیاری ہے، اور اب بھی اس کے بہت سے نام اس طرح کے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے برہمنوں کی نسل تھے، اور جو آثار قدیمہ ہیں ان کے اندر بھی ایسی چیزیں ملی ہیں، اس کے مقابلہ میں ہندوستان میں بھی مصر، شام، عراق، ایران اور ساسانی سلطنت کا پورا خطہ اور اس طریقہ سے آدھی دنیا یہ سب کے سب

www.abulhasanalinadwi.org

بالکل الگ تھے اور اس کا مذہب اس کی تہذیب بالکل جداگانہ تھی، مگر عربوں نے بغیر جبر واکراہ کے ان سب کو اسلام قبول کرنے پر آمادہ کیا، اسلامی تہذیب کو ان سب نے قبول کیا۔ تو اس کی ضرورت ہے کہ ہمارے مدارس میں نظام تعلیم کے ساتھ استعدادِ آفرینی علمی استعداد پیدا کرنے کے ساتھ صرف، نحو، فقہ، اصول فقہ، احادیث واصول حدیث، تفسیر اور علم کلام اور فلسفہ ان سب کے ساتھ خطرات کا احساس ہو اور خطرات کا مقابلہ کرنے کی ان کے اندر صلاحیت پیدا ہو، اظہار بیان کی قوت ہو، پاکیزہ ذوق ہو، دعوت کے اصول واسلوب سے واقف ہوں اور اس کے ساتھ ان میں وہ اخلاق اور وہ اوصاف ہوں کہ وہ خود داعی بنیں، زبان پر مکمل عبور ہو، یہ نہیں کہ وہ عربی زبان سے وہ کام لیں جو آج ایک حد تک بہت سے افراد لے رہے ہیں، میں بہت صفائی کے ساتھ کہتا ہوں کہ ایک بہت بڑی آزمائش پیدا ہوگئی ہے، ہمارے ہی لوگوں نے عربی زبان کو معاش کا ذریعہ سمجھ لیا ہے، ان کو یہ معلوم ہے کہ اگر ہم خلیجی ملکوں یا ریاستوں میں جائیں یا سعودی عرب جائیں تو ہماری یہ عربی زبان نوکری دلائے گی اور جیسا کہ پہلے انگریزی پڑھ کر ولایت جایا کرتے تھے۔ انگلینڈ جایا کرتے تھے وہاں سے انگریزی پڑھ کر آتے تھے تو ملازمت مل جاتی تھی۔ اب ہمارے مدارس کے بہت سے طلباء اس شوق میں عربی پڑھ رہے ہیں کہ وہ عربی سے وہ کام لیں، جو کبھی انگریزی سے لیا جاتا تھا، یہ بڑی ناقدری ہے ان مدارس کی اور ایسے طلباء پر جو

www.abulhasanalinadwi.org

صلاحیتیں صرف کی جارہی ہیں، ان کے بارے میں جو محنتیں ہورہی ہیں اور جو ایثار کیا جارہا ہے اور ہمارے اساتذہ کرام اور بانیانِ عظام ان سب کو ناکام بنانا ہے۔ معاذ اللہ ان کی روحوں کو اگر وہ دنیا سے چلے گئے ہیں، ان کو تکلیف پہونچانا ہے اور جو زندہ ہیں ان کو شرمسار کرنا ہے، یہ عربی زبان ہرگز اس لئے نہیں کہ آپ اس سے معاش حاصل کریں۔ معاش حاصل کرنا حرام نہیں ہرگز نہیں، اگر اللہ دے ضرور لیجئے اور اس کا شکر کیجئے، لیکن اس کو خالص ذریعہ معاش بنانا کہ جو انگریزی سے بلکہ اب انگریزی سے بھی وہ کام نہیں چل سکتا جو عربی سے چلتا ہے، ہمار باہر جانا ہوتا ہے، معلوم ہوتا ہے کہ انگریزی پڑھ کر یہاں آدمی اتنا نہیں کما سکتا جتنا عربی پڑھ کر وہاں اسے جو عہدے ومنصب ملیں گے، اور وہاں سکہ کی قیمت میں جو تفاوت وفرق ہے، تو ایسا معلوم ہوگا کہ سونے کی چڑیا ہاتھ میں آگئی، اور وہ کہیں سے کہیں پہونچ گیا، یہ بہت بڑی ناقدری ہے، اس علم کی اور بڑی زیادتی ناشکری ہے، مدارس کے قائم کرنے والوں کی اور انرجی ومحنت صرف کرنے والوں کی۔

اس سے زیادہ میں اس وقت کچھ نہیں کہہ سکتا اور پھر کوئی گنجائش بھی نہیں، بہت سی وہ باتیں جو اس وقت کہنے کی ہیں، جو اس امت اور نئی نسل کے لئے بڑی خطرہ کی ہیں ان کی طرف ہمارے عزیز نے اپنی تحریر میں اشارات کردئے ہیں۔ میں آخر میں پھر اپنے اس تأثر کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا اور میں اپنی خوشی کو چھپا نہیں سکتا کہ میرے قیاس اور میرے تصور سے بہت

www.abulhasanalinadwi.org

مختلف اور بہت بلند تر نمونہ سامنے آیا۔ میں تو سمجھا تھا کہ ایک مدرسہ ہوگا، چہار دیواری ہوگی، وہاں جا کر اساتذہ سے ملاقات ہو جائے گی۔ مصافحہ ہو جائے گی ہم دیکھ لیں گے کہ یہ ہے المعہد الاسلامی جس کا ندوۃ العلماء اور وہاں کے لوگوں سے بھی رشتہ و تعلق ہے...... اتنے بڑے مجمع اور ایسے جلسہ کا تو ذہن میں تصور تھا ہی نہیں، اور اچھا ہے کہ تھا نہیں ورنہ وہیں سے ڈر شروع ہو جاتا اس لئے کہ میں اتنا تھکا ہوا تھا، اور اس وقت کچھ اپنی صحت کیوجہ سے، کچھ مشغولیت کی وجہ سے اتنا خستہ ہوں کہ شاید کوشش کرتا کہ معذرت کر دوں مگر یہ اچھا کیا کہ مجھ سے یہ بات چھپائی گئی اور اچانک مجھے آپ کو مخاطب کرنا پڑا۔

اس ادارہ کی قدر کیجئے

بہر کیف، آپ حضرات اس ادارہ کی قدر کیجئے، اس وقت ہمارے تمام مدارس میں نصاب تعلیم کے ساتھ۔ نصاب تعلیم پر میں اس وقت کچھ نہیں کہوں گا۔ جس کے جیسے تجربے ہوں، حالات ہوں، زمانہ شناسی، اور اس کے خطرات کو سمجھنا اور اس لٹریچر کا مطالعہ کرنا خواہ اس وقت کے ذرائع ابلاغ سے ملتا ہو۔ اور چاہئے وہ کتب خانوں کے اندر محفوظ ہوں ان سے واقف ہوں، ان کے ذریعہ سے مخالف اسلام طاقتوں کے ارادوں اور منصوبوں کا سمجھنا، ان کو اپنے اندر پیدا کرنا یہ ہمارے تمام مدارس میں ہو، اور یہ بھی حقیقت میں نصاب کا ایک جزو ہے، اور جزوی ہی نہیں بلکہ

www.abulhasanalinadwi.org

پورے نصاب پر اس فکر کو اس عزم کو، حاوی ہونا چاہئے۔

خدا کا شکر ہے کہ مجھے اندازہ ہوا کہ یہ چیز یہاں اس ادارہ کے لیے کوئی نئی چیز نہیں اور میں اس کی دعوت نہیں دے رہا ہوں بلکہ اس طرز پر سوچا جا رہا ہے، اور سوچا جا چکا ہے، اور یہ چیز ذہن میں ہے اللہ تعالی اس کو کامیاب کرے۔ آخر میں یہ ضرور کہوں گا کہ اس معہد کو ایک اضافہ اور ایک مددورسد سمجھا جائے، اس کے اندر رقابت کا جذبہ نیز نبرد آزمائی یا مقابلہ آرائی اس کا بالکل ذہن نہیں ہونا چاہئے، ہمیں تمام قدیم مدارس کا احترام کرنا چاہئے، ان کے بانیوں کا ممنون ہونا چاہئے، ایصال ثواب کرنا چاہئے، ان کے لئے دل میں بڑے احترام کا مقام رکھنا چاہئے۔ بہت صفائی سے کہتا ہوں کہ خیال بھی نہ آئے ہم مظاہر علوم یا دارالعلوم کے مقابلہ میں ایک درسگاہ قائم کر رہے ہیں، اور وہ وقت آئے گا کہ جب یہ درسگاہ اس خطہ پر حاوی ہو جائے گی، یہ نیت کی خرابی ہے، اخلاص کی کمی ہے، اور اس کے ساتھ اللہ کی مدد نہیں ہے، آپ ان کا اعتراف کریں، اعتراف ہی نہیں احترام کریں اور ان کو جتنا تعاون آپ دے سکتے ہوں دیں، اور ان کو یہ محسوس کرائیں کہ یہ امتداد ہے، درحقیقت استحصال نہیں۔ ان مدارس کے بانیوں کے ارادوں اور عزائم کا یہ ایک امتداد ہے کہ وہ اب یہاں تک پہنچ گیا ہے کہ پہلے مظاہر علوم اور دارالعلوم کی عمارت وہاں تک تھی اب وہ یہاں تک پہنچ گئی ہے، یہ بھی انہیں کا ایک رواق ہے، ایک دارالاقامہ ہے، ان کا

www.abulhasanalinadwi.org

ایک کتب خانہ ہے، یا ان کا ایک فکری گوشہ ہے، یہی دارالعلوم ومظاہر علوم کو
محسوس ہونا چاہئے...... بالکل اس کی گنجائش نہیں ہے کہ مدارس کا ٹکراؤ ہو،
بلکہ مجھے تو -زبان میرا ساتھ نہیں دیتی کسی مدرسہ کا تقسیم ہو جانا یا اس کے دو
حصے ہو جانا کسی طرح گوارہ نہیں اور اس کے دل پر ایسی چوٹ ہے جسے میرا
اللہ ہی جانتا ہے میں اس کی گنجائش نہیں سمجھتا کہ کسی قسم کا استحصال ہو، یا کسی
قسم کی صف آرائی اور تجزیہ ہو، بلکہ سب کا ایک مقصد ہو، ایک میدان عمل
ہو، کام کے اعتبار سے یقینا تھوڑا بہت فرق ہوگا، لیکن کسی قسم کی محاذ آرائی یا
مسابقت کہ ہم ان سے زیادہ وسائل حاصل کرلیں، اور لوگوں کو متوجہ کرلیں
یہ سب نیت کی خرابی کی بات ہے، ہاں دین کی خدمت میں پورا تعاون ہو،
باہمی اعتماد، احترام اور ایک دوسرے کی رفاقت ہو، اللہ تعالی ہم سب کو اس
کی توفیق مرحمت فرمائے اور اس ادارہ سے وہ کام لے جو اس وقت کا اہم
تقاضا ہے اور جو اسلام کی اس وقت ضرورت ہے مسلمانوں کی ضرورت ہے،
اور دعا ہے کہ یہ ادارہ خالص ایجابی، تعمیری، دعوتی کام کرے۔

وما ذلك على الله بعزيز

www.abulhasanalinadwi.org